روزنامہ

الفضل

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

بدھ 24 جون 2009ء 30 جمادی الثانی 1430 ہجری 24 احسان 1388 ہش جلد 59-94 نمبر 140

پھونک سے اڑ گئے

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میں نے رویا میں دیکھا کہ سونے کے دو کنگن میرے ہاتھوں میں ڈالے گئے مگر میں نے ان کو ناپسند کیا اور انہیں توڑ دیا۔ پھر میں نے ان پر پھونک ماری اور وہ اڑ گئے پھر رسول اللہؐ نے تعبیر کی کہ اس سے مراد دو جھوٹے ہیں جو ظاہر ہونگے۔
(علماء کے نزدیک یہ لوگ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب ہیں)

(صحیح بخاری کتاب التعبیر باب اذا طار الشئ حدیث نمبر 6513)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

آسمانی نشانوں سے حصّہ لینے والے تین قِسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جو کوئی ہنر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے اُن کا نہیں ہوتا صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے اُن کو بعض سچی خوابیں آجاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہوجاتے ہیں جن میں کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار ظاہر نہیں ہوتے اور اُن سے کوئی فائدہ اُنکی ذات کو نہیں ہوتا اور ہزاروں شریر اور بدچلن اور فاسق و فاجر ایسی بدبُودار خوابوں اور الہاموں میں اُن کے شریک ہوتے ہیں .... پھر دُوسری قسم کے خواب بین یا مُلہم وہ لوگ ہیں جن کو خُدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے مگر کامل تعلق نہیں ان لوگوں کی خوابوں یا الہاموں کی حالت اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جبکہ ایک شخص اندھیری رات اور شَدِیْدُ البَرد رات میں دُور سے ایک آگ کی روشنی دیکھتا ہے۔ اس دیکھنے سے اتنا فائدہ تو اُسے حاصل ہوجاتا ہے کہ وُہ ایسی راہ پر چلنے سے پرہیز کرتا ہے جس میں بہت سے گڑھے اور کانٹے اور پتھر اور سانپ اور درندے ہیں مگر اس قدر روشنی اس کو سردی اور ہلاکت سے بچا نہیں سکتی۔ ....

پھر تیسری قسم کے ملہم اور خواب بین وُہ لوگ ہیں جن کے خوابوں اور الہاموں کی حالت اُس جسمانی نظّارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص اندھیری اور شَدِیْدُ الْبَرْد رات میں نہ صرف آگ کی کامل روشنی ہی پاتا ہے اور اُس میں چلتا ہے بلکہ اُس کے گرم حلقہ میں داخل ہوکر بکلّی سردی کے ضرر سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ اِس مرتبہ تک وہ لوگ پہنچتے ہیں جو شہوات نفسانیہ کا چولہ آتشِ محبتِ الٰہی میں جلا دیتے ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرلیتے ہیں .... کوئی تلخی اُن کو ڈرا نہیں سکتی اور کوئی نفسانی لذّت اُن کو خدا سے روک نہیں سکتی اور کوئی تعلق خدا کے تعلق میں رخنہ انداز نہیں ہوسکتا۔

یہ تین رُوحانی مراتب کی حالتیں ہیں جن میں سے پہلی حالت علم الیقین کے نام سے موسوم ہے اور دُوسری حالت عین الیقین کے نام سے نامزد ہے اور تیسری مبارک اور کامل حالت حق الیقین کہلاتی ہے۔ اور انسانی معرفت کامل نہیں ہوسکتی اور نہ کدورتوں سے پاک ہوسکتی ہے جب تک حق الیقین تک نہیں پہنچتی۔ کیونکہ حق الیقین کی حالت صرف مشاہدات پر موقوف نہیں بلکہ یہ بطور حال کے انسان کے دل پر وارد ہوجاتی ہے اور انسان محبتِ الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑکر اپنے نفسانی وجود سے بالکل نیست ہوجاتا ہے اور اس مرتبہ پر انسانی معرفت پہنچ کر قال سے حال کی طرف انتقال کرتی ہے اور سفلی زندگی بالکل جل کر خاک ہوجاتی ہے اور ایسا انسان خُدا تعالیٰ کی گود میں بیٹھ جاتا ہے .... اس درجہ کا آدمی صفاتِ الٰہیہ سے ظلّی طور پر متصف ہوجاتا ہے۔ اور اس قدر طبعاً مرضاتِ الٰہیہ میں فنا ہوجاتا ہے کہ خدا میں ہوکر بولتا ہے اور خدا میں ہوکر دیکھتا ہے اور خدا میں ہوکر سنتا ہے اور خدا میں ہوکر چلتا ہے گویا اُس کے جُبہّ میں خدا ہی ہوتا ہے۔

(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 ص 22 تا 25)

محترمہ صاحبزادی امۃ القیوم بیگم صاحبہ وفات پاگئیں

احباب جماعت کو افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود کی پوتی، حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی نواسی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ کی بیٹی اور محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سابق امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کی اہلیہ محترمہ صاحبزادی امۃ القیوم بیگم صاحبہ مورخہ 23 جون 2009ء کو پاکستانی وقت کے مطابق صبح 10 بجے واشنگٹن امریکہ میں بعمر 92 سال وفات پاگئیں۔

آپ مورخہ 2/ اکتوبر 1917ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی شادی محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے ساتھ اگست 1939ء میں قادیان میں ہوئی۔ پاکستان میں اپنے خاوند کے ساتھ دینی خدمات سرانجام دینے کے علاوہ آپ 1974ء سے چند سال تک صدر لجنہ اماء اللہ واشنگٹن امریکہ رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کو لجنہ اماء اللہ امریکہ کا تاوفات اعزازی ممبر بنایا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا دوسرا نکاح 31 مئی 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی دختر نیک اختر حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مندرجہ ذیل تین بچوں سے نوازا۔

☆ محترمہ صاحبزادی امۃ القیوم بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت صاحبزادہ ایم ایم احمد صاحب

☆ محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ اہلیہ محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب

☆ محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب

محترمہ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کی والدہ حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ جواں عمری میں مورخہ 10 دسمبر 1924ء کو انتقال کرگئیں۔

حضرت مصلح موعود نے محترمہ صاحبزادی صاحبہ مرحومہ کا نکاح محترم صاحبزادہ ایم ایم احمد صاحب کے ساتھ 26 دسمبر 1938ء کو بیت النور قادیان میں پڑھا۔ آپ کی اولاد نہیں تھی۔ آپ نے مکرم ظاہر مصطفیٰ احمد صاحب ابن مکرم ناصر محمد سیال صاحب کو بیٹوں کی

(باقی صفحہ 8 پر)

نتیجہ امتحان حقیقۃ الوحی پرچہ نمبر 1

(از نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ:

''ایک دفعہ جو امتحان لینے کی تجویز کی گئی تھی۔ بہت ضروری تھی۔اس کا ضرور بندوبست ہونا چاہئے۔ حقیقۃ الوحی اس مطلب کیلئے بہت مفید کتاب ہے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 212)

حضرت مسیح موعود کی خواہش کے مطابق امتحان کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ پرچہ نمبر 1 کے کل 14351 حل شدہ پرچہ جات مورخہ 10 جون 2009ء تک موصول ہوئے۔

انشاءاللہ ہر ماہ امتحان کا سلسلہ جاری رہے گا اور ایک مکمل کتاب کا پرچہ بھی ہوگا۔ بار بار امتحان کا مقصد حضرت مسیح موعود کی اس خواہش کو پورا کرنا ہے کہ اس کتاب کا امتحان ہو اور اس کو یاد کر لیں۔ امید ہے حضرت مسیح موعود کی خواہش کی تکمیل میں آپ ہمارے ساتھ تعاون جاری رکھیں گے۔اور روزانہ سات صفحات کا مطالعہ کرتے رہیں گے۔

سب سے پہلے مندرجہ ذیل پرچے موصول ہوئے۔

سب سے پہلا موصول ہونے والا پرچہ

مکرم اسد محمود ظفر صاحب ولد مکرم محمد اشرف نور صاحب مدرسۃ الظفر ربوہ جو کہ خدام میں سے بھی سب سے پہلا تھا۔

پہلے ناصر کا موصول ہونے والا پرچہ:

مکرم عبدالناصر منصور صاحب ولد مکرم ریاض احمد صاحب ربوہ

پہلی لجنہ کا موصول ہونے والا پرچہ:

مکرمہ روبینہ فرحت صاحبہ اہلیہ مکرم رفیق احمد ناصر صاحب۔ربوہ

E-mail کے ذریعہ موصولہ پہلا پرچہ:

مکرم عبدالشکور صدیقی صاحب ولد مکرم عبدالمجید صاحب۔لاہور

پہلی موصولہ فیکس: مکرم سید مقصود احمد بخاری صاحب ولد مکرم سید محمود احمد بخاری صاحب۔لاہور

بیرون ملک سے موصولہ پہلا پرچہ:

مکرمہ منزہ سنوری صاحبہ زوجہ مکرم ولی الرحمٰن سنوری صاحب۔کینیڈا

چونکہ 18 پرچوں کے نمبر 98 ہیں اس لئے نمبروں کے لحاظ سے پوزیشن درج نہیں کی جا رہی۔ تاہم مجموعی طور پر نمبر 60.87 فیصد رہے۔

ذیلی تنظیموں کی پوزیشن

تنظیموں کے لحاظ سے موصولہ پرچوں کی تعداد اس طرح رہی۔

تنظیم	تعداد موصولہ پیپرز
اول۔لجنہ	7167
دوم۔خدام الاحمدیہ	6032
سوم۔انصاراللہ	1152

اضلاع کی پوزیشنز

اضلاع کے لحاظ سے موصولہ پرچوں کی تعداد مندرجہ ذیل رہی۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد موصولہ پیپرز
1	کراچی جن میں **2601** پرچے لجنہ کے ہیں	3692
2	ربوہ	3625
3	لاہور	2498
4	سیالکوٹ	1606
5	حیدرآباد	528
6	عمرکوٹ	391
7	اسلام آباد	344
8	میرپورخاص	333
9	فیصل آباد	294
10	شیخوپورہ	238
11	بدین	229
12	گوجرانوالہ	126
13	راولپنڈی	64
14	نوشہروفیروز	55
15	ساہیوال	38
16	چکوال	34
17	لیہ	28
18	کوئٹہ	26
19	میرپور آزاد کشمیر	25
20	گجرات	16
21	کوٹلی	13
22	جہلم	12
23	میانوالی	8
24	وہاڑی	7
25	اٹک	7
26	اوکاڑہ	6
27	بہاولنگر	6
28	نوابشاہ	3
29	سرگودھا	3
30	خیرپور	1
31	بیرون ملک	1
	جن پرچوں پر ضلع درج نہیں	15
	کل تعداد	14351

وہ اضلاع جن کی طرف سے کوئی پرچہ موصول نہیں ہوا۔

بہاولپور، بھکر، پشاور، ٹوبہ ٹیک سنگھ، جھنگ، خوشاب، خانیوال، ڈیرہ غازیخان، رحیم یارخان، راجن پور، سکھر، سانگھڑ، قصور، لودھراں، لاڑکانہ، ملتان، مظفرگڑھ، مردان اور نارووال

کل 14351 پرچوں کے علاوہ 35 پرچے ایسے ہیں جن پر نام و پتہ درج نہیں۔ 17 حل شدہ پرچوں کی فوٹو کاپیاں موصول ہوئیں۔ اور حل شدہ پرچوں کی 22 ڈبل کاپیاں موصول ہوئیں۔ 4 خالی پرچے موصول ہوئے۔

تمام احباب وخواتین جنہوں نے پرچہ حل کر کے بھجوایا ہے۔وہ پرچے کا رزلٹ اور نظارت کی طرف سے فولڈر کا ایک چھوٹا سا تحفہ اپنے حلقہ کے مربی صاحب سے وصول کر لیں۔ احباب آئندہ پرچے پر نام، ولدیت، تنظیم، جماعت اور پتہ واضح لکھیں۔

☆......☆......☆

حصارِ اہل ایماں

نبوت قدرتِ اولیٰ سراسر خلافت قدرت ثانی کا مظہر
خلافت باعث تمکینِ دیں ہے خلافت حامل فتح مبیں ہے
خلافت ایک لعلِ بے بہا ہے مریضوں کے لئے دستِ شفا ہے
خلافت باعث تسکینِ جاں ہے محبت کا یہ بحرِ بیکراں ہے
خلافت ضامنِ تجدید دیں ہے خلافت کاشف شرع متیں ہے
خلافت ایک انعام الٰہی رہا محروم جو اس پر تباہی
یہ سرچشمہ علوم و معرفت کا ہدایت اور دیں کی تمکنت کا
خلافت ہے حصار اہل ایماں خلافت مخزن انوار قرآں
خلافت باعث فضل خدا ہے خلافت آیۂ رب الوریٰ ہے
خلافت ایک نعمت اک اکائی زمیں پر ہے خدا کی بادشاہی
خلافت باعث ایزادِ ایماں خلافت حاملِ تعلیم قرآں
خلافت پَرتَو نُورِ نبوت خلافت کاشف اسرارِ حکمت
خلافت افتخار علم و عرفاں خلافت باعث تکریم انساں
خلافت رونق بزم جہاں ہے خلافت کا کوئی ثانی کہاں ہے
خلافت ایک پاکیزہ امانت دل وجاں سے کرو اس کی حفاظت
خلافت وحدت قومی کی ضامن
عزیزؔ اس پر فدا ہے میرا تن من

عبدالعزیز منگلا

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت-/5 روپے

مکرم شیخ ناصر احمد خالد صاحب

گورنمنٹ کالج لاہور کے عظیم احمدی راوین طلباء

(ان عظیم ہستیوں کا کچھ تعارف کچھ یادیں کچھ باتیں)

13 فروری 2009ء کے اخبار الفضل میں پروفیسر راجا نصراللہ خاں صاحب نے اخبار جنگ لاہور میں گورنمنٹ کالج لاہور کے بارے شائع شدہ ایک مختصر سا نوٹ اخبار الفضل میں شائع کروایا ہے۔ اس کو پڑھ کر میں ''پرانی یادوں کی گلی'' انگریزی محاورہ کے مطابق (Down the memory lane) میں جا نکلا۔ کچھ باتیں گورنمنٹ کالج لاہور کے حوالہ سے محض اپنی یادداشت کے سہارے قلم برداشتہ تحریر کرتا ہوں۔ اس کو ایک مکمل مضمون نہ سمجھا جائے۔

جماعت احمدیہ کے بہت سے بزرگ جن میں دو خلفاء بھی شامل ہیں۔ اولڈ راوین تھے۔ سب سے پہلا نام تو ذہن میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کا نام نامی آتا ہے۔ پھر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے آکسن، قادیان/ربوہ/لاہور کالج کے بانی پرنسپل صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے صدر کے علاوہ جماعت کے بے شمار اعلیٰ عہدوں پر سرفراز رہے اور پھر بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بنے۔ دوسرے راوین خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب بعد میں حضرت خلیفہ رابع بنے تقسیم ملک سے قبل گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور راوین کہلائے اور پھر حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آئی۔ سی۔ ایس (ایم۔ ایم۔ احمد) کے نام نامی سے کون واقف نہیں ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب نے بھی ایم اے گورنمنٹ کالج لاہور سے کیا تھا۔ گورنمنٹ سروس سے ریٹائر ہونے کے بعد لمبا عرصہ بطور ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ خدمات انجام دیں۔

پھر پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے (کینٹب) جو سالہا سال جی۔ سی میں وائس پرنسپل رہے اور بعد میں پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہو کر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل بنے۔ ان کی جلسہ سالانہ ربوہ میں عالمانہ تقریریں مشہور ہیں۔ ان کے نامور فرزند قاضی منصور احمد پاکستان کی فارن سروس کے لئے منتخب ہوئے۔ یہ بھی راوین تھے اور روس۔ جاپان۔ یو۔ این۔ او (جنیوا) میں پاکستان کے سفیر رہے اور امور خارجہ کی اہم میٹنگ ان کی شمولیت کے بغیر نامکمل سمجھی جاتی تھی۔ ایک اور احمدی اولڈ راوین پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبیل لاریٹ کے بارے میں دنیا بھر میں اس قدر لکھا جا چکا ہے اور انہیں صدی کا سب سے بڑا سائنس دان (فزکس) قرار دیا جا رہا ہے۔ میرے مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے بعد حضرت سر محمد ظفراللہ خان صاحب کا ذکر کرنا چاہتا تھا۔ مگر میں کہیں اور جا نکلا۔ چوہدری صاحب ایگزیکٹو کونسل کے ممبر (سر فضل حسین صاحب کے بعد) اور غیر منقسم ہندوستان کے وزیر ریلوے، فیڈرل کورٹ کے جسٹس، قائداعظم مرحوم کے بے لوث مخلص ساتھی، جنہیں ہندوستان کے پہلے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے انڈیا میں کئی اعلیٰ ترین عہدوں کی پیشکش کی تھی اور انڈیا میں رہ جانے کی درخواست کی تھی۔ جن کو چوہدری صاحب ٹھکرا کر قائداعظم کے بلانے پر فوراً پاکستان چلے آئے۔ آپ اس وقت والی بھوپال کے مشیر خاص تھے۔ چوہدری صاحب کو قائداعظم نے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا اور قائداعظم چوہدری صاحب کو مائی سن (My Son) کہہ کر استقبال کرتے تھے۔ چوہدری صاحب کا ایک اعزاز ایسا منفرد ہے۔ کہ دنیا میں کوئی دوسرا شخص اس مقام تک نہیں پہنچ سکا۔ آپ یو۔ این۔ او کی جنرل اسمبلی کے صدر (جو کہ دنیا کا پہلا شہری کہلاتا ہے) رہے اور ازاں بعد عالمی عدالت انصاف کے ممبر اور بعد میں صدر چیف جسٹس رہے۔ آپ کی وفات پر میرے علم کی بناء پر وہ واحد پاکستانی ہیں۔ جن کی وفات پر یو۔ این۔ او کا جھنڈا ان کے سوگ میں سرنگوں کر دیا گیا۔

مجھے یاد آیا کہ 1964ء میں جب گورنمنٹ کالج لاہور کا سوسالہ جشن منایا گیا۔ تو اس وقت موجود ''دی اولڈسٹ راوین'' سر محمد ظفراللہ خان صاحب نے گورنمنٹ کالج کے اوول میں کالج کا جھنڈا لہرایا تھا۔ اس صد سالہ جشن میں رات کو پیش کردہ ایک مزاحیہ خاکہ مجھے یاد آ رہا ہے۔ دو اولڈ راوینز کی ملاقات برس ہا برس کے بعد اس جشن کے موقعہ پر ہوتی ہے۔ ایک دوسرے سے کہتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کالج اپنی جگہ سے شفٹ ہو گیا ہے دوسرا کہتا ہے۔ بالکل غلط۔ میں ابھی کالج کے پاس سے گزر کر آ رہا ہوں اور کالج اپنی پرانی جگہ پر کھڑا ہے۔ پہلے نے جواب دیا۔ کہ میں اس لئے یہ بات کہتا ہوں کہ کالج کے طلباء کالج کی بجائے انارکلی بازار میں پائے جاتے ہیں۔

میرے والد مرحوم پروفیسر شیخ محبوب عالم خالد صاحب بھی اولڈ راوین تھے اور آپ نے آنرز کے ساتھ گریجوایشن کی۔ آپ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کے گہرے دوست اور کلاس فیلو اور ہم عصر تھے۔ آپ ربوہ کالج میں سروس سے ریٹائرمنٹ کے بعد 33 سال ناظر مال آمد رہے اور پھر وفات سے کچھ سال پہلے صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوئے۔ راوین کے علاوہ آپ علیگ (علی گڑھ یونیورسٹی انڈیا کے طالب علم) بھی تھے۔ میں نے ایک دفعہ والد صاحب سے دریافت کیا۔ کہ آپ کے زمانے میں گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ کا کیا معیار تھا۔ کہنے لگے کہ ''ہندو اور سکھوں سے تعلیم کے میدان میں مسلمانوں کا سخت مقابلہ تھا اور چند ایک ہی مسلمان طلباء گورنمنٹ کالج میں داخلہ لینے میں کامیاب ہوتے تھے۔'' پھر کہنے لگے۔ کہ تعلیمی ریکارڈ کے علاوہ خاندانی پس منظر، گورنر یا وائسرائے کی کونسل کے ایگزیکٹو ممبر کی سفارش بھی ضروری ہوتی تھی جو کہ بلحاظ عہدہ ہندوستان کے وزیر کے برابر ہوتا تھا اور گورنمنٹ کالج کے سابق طلباء دنیا بھر میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

میری ایک خالہ (والدہ مرحومہ کی پھوپھی زاد بہن) کی شادی پروفیسر ایم۔ رشید سے ہوئی تھی۔ بعد میں آپ گورنمنٹ کالج کے پرنسپل اور سیکرٹری تعلیم بھی رہے۔ آپ گزشتہ برس تقریباً 90 سال کی عمر میں وفات پا چکے ہیں۔ آپ احمدی نہیں تھے۔ ہم پرنسپل لاج کے لان میں واقع کوئی سوسالہ قدیم بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر شام کی چائے پیا کرتے تھے۔ کالج ہال میں 1996ء میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی 70 ویں سالگرہ منائی گئی اور ایک کنگ سائز کیک کاٹا گیا۔

تقریب کے بعد میں کالج ہال سے نکل کر پرنسپل لاج کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ مگر تلاش نہ کر سکا۔ میں نے ایک پروفیسر صاحب سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے قریب میں واقع ایک چار منزلہ بدوضع اور بھدی عمارت کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ پرنسپل لاج کو گرا کر یہ بلڈنگ بنا دی گئی ہے۔ میں نے ایک آہ بھری اور واپس آ گیا۔

اس وقت ربوہ میں جماعت کے سینئر موسٹ راوین اور ایک بہت بڑی شخصیت پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت دے۔

مشہور ماہر تعلیم، سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور اور صوبائی سیکرٹری تعلیم جناب پروفیسر سراج الدین صاحب (جو حضرت خلیفہ ثالث اور خاکسار کے والد صاحب کے گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر بھی تھے۔) نے 1961ء کے جلسہ تقسیم اسناد کے خطاب میں کہا ''تعلیم الاسلام کالج کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اسے ایسے پرنسپل کی راہنمائی حاصل ہے۔ جو ایمان و یقین، خلوص و فدائیت اور بلند کرداری کے اعلیٰ اوصاف سے مالا مال ہے۔ میرے دل میں اس کالج کے لئے ایک خاص مقام ہے۔ کہ یہ کالج دو نمایاں اور ممتاز شخصیتوں والد اور فرزند کی محنت محبت اور شفقت کا ثمرہ ہے۔ میری مراد آپ کی جماعت کے واجب الاحترام امام (حضرت مصلح موعود۔ ناقل) جو اس کالج کے بانی ہیں اور ان کے لائق اور فائق فرزند مرزا ناصر احمد (صاحب) سے ہے۔ جو اپنے خاندان کی قائم کردہ روایات کو وقف کی روح اور ایسے جذبہ شوق کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ جو دوسرے ممالک میں بھی شاذ نظر آتا ہے۔ مرزا ناصر احمد صاحب سے متعارف اور ان کی دوستی کے شرف سے مشرف ہونا میرے لئے فخر کی بات ہے۔'' (حیات ناصر ص 232)

یہ ایک راوین پروفیسر کا اپنے عظیم راوین طالب علم کے لئے خراج تحسین ہے۔

آرنلڈ بینٹ

انگریز ناول نویس اور ڈرامہ نگار

مشہور انگریز ناول نگار آرنلڈ بینٹ 1867ء میں ہینلے، سٹینفرڈ شائر (انگلینڈ) میں پیدا ہوا۔ اس نے نیوکیسل مڈل سکول میں داخلہ لیا۔ 1885ء میں اپنے والد کے دفتر میں بغیر تنخواہ کے بطور کلرک کام کرنے لگا۔ اس عرصہ میں اس نے لندن یونیورسٹی سے قانون کی تعلیم حاصل کی تھی اور لندن میں سولسٹر کے دفتر میں کلرک کی حیثیت سے کام کرنے لگا۔ پھر اس نے ادب کی طرف توجہ دی اور خواتین کے فیشن ایبل رسالے ''ویمن'' (Women) کے لئے لکھنے لگا۔ اسے وہاں نائب مدیر کی نوکری ملی۔ اسی رسالے میں اسے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے کا موقع ملا۔

آرنلڈ بینٹ نے ڈراموں پر تنقیدی مضامین کے ساتھ ساتھ خواتین کے لئے گھریلو چٹکلے بھی لکھنے شروع کر دیئے۔ اس کی پہلی مختصر کہانی ''ایک گھریلو خط'' (A Letter Home) جولائی 1895ء میں چھپی جو بے حد مقبول ہوئی۔ اس کہانی کے لکھنے سے اسے اپنی صلاحیتوں کا اندازہ ہو گیا کہ وہ لکھ سکتا ہے۔ 1896ء میں اسے میگزین ''ویمن'' کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ 1898ء میں اس کا پہلا ناول ''شمال سے ایک آدمی'' (A Man From North) شائع ہوا۔

1900ء میں آرنلڈ نے صحافتی سرگرمیاں ترک کر دیں اور فرانس چلا گیا۔ وہاں اس نے ایک سال میں 5 لاکھ الفاظ لکھے اور وہیں 1907ء میں ایک فرانسیسی خاتون مارگریٹ سے شادی کر لی۔ 1912ء تک دونوں میاں بیوی فرانس میں رہے۔ پھر 1921ء میں دونوں کی علیحدگی تک کا عرصہ لندن میں گزرا۔ وہیں اس کی انگریز اداکارہ ڈورتھی چسٹن سے ملاقات ہوئی۔ آرنلڈ نے 1931ء میں وفات پائی۔ وفات سے چند لمحات قبل اس نے اپنی بیٹی سے کہا ''ہر چیز غلط ہو گئی ہے۔''

آرنلڈ نے فطرت پسندانہ ناول تخلیق کیے جن میں سے بیشتر فائیو ٹاؤن کے بارے میں ہیں جو اس کے وطن سٹیفرڈ شائر میں ظروف سازی کا علاقہ تھا۔ اس کا اہم ترین ناول "The Old Wives Tale" (1908ء) ہے۔ اس نے مختصر افسانے اور ڈرامے بھی لکھے۔ تاہم اس کے ڈراموں میں کوئی مرکزی خیال نہیں پایا جاتا۔ انہیں پڑھ کر انسان ایک رات کے لئے محظوظ تو ہو جاتا ہے لیکن جلد ہی بھول جاتا ہے۔

☆............☆............☆

125 سالہ برصغیر کی قدیم ترین اور منفرد یونیورسٹی

پنجاب یونیورسٹی لاہور

جامعہ پنجاب 1882ء میں اپنے قیام کے وقت برصغیر پاک و ہند میں چوتھی اور اپنی نوعیت اور مقاصد کے لحاظ سے پہلی جامعہ تھی۔ جامعہ پنجاب کے قیام سے پہلے 1857ء میں ممبئی، مدراس اور کولکتہ میں تین یونیورسٹیز قائم ہوئی تھیں۔ جو صرف امتحانات لینے والے ادارے کے طور پر کام کر رہی تھیں۔ ان تینوں یونیورسٹیز کا قیام حکمرانوں کی خاص ضرورتوں کے تحت عمل میں آیا۔ اس لئے برصغیر کے بڑے بڑے خطوں میں یونیورسٹیز کے قیام کی ضرورت نے عوامی مطالبے کی صورت اختیار کر لی۔ لہٰذا یہ بات تاریخی طور پر مسلمہ ہے کہ یہ دوسری یونیورسٹیز کے برعکس عوام کے پُرزور مطالبے پر قائم ہوئی۔ ایک رپورٹ کے مطابق پنجاب یونیورسٹی کے قیام کا مطالبہ اگست 1865ء میں لاہور کی ایک بڑی شخصیت کے ایک اجتماع میں سامنے آیا جس میں ڈاکٹر جی ڈبلیو لائٹر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

’’لاہور میں ایک ایسی یونیورسٹی قائم کی جائے جو علم و ادب میں اعلیٰ بیت العلوم ہو، ترقی اور مروجہ علوم میں تعلیم دے اور امتحان لے۔ تعلیم کے جو اسباب اس وقت موجود ہیں، ان کو استعمال میں لا کر مناسب طور پر وسیع کرے، السنہ الشرقیہ تعلیم کی بنیاد ہوں، ان ہی زبانوں کے ذریعے یورپ کے علوم کی تعلیم ہو اور ہر شخص اس کی کامیابی کے لئے سعی کرے‘‘۔ انجمن پنجاب اور تعلیم میں خصوصاً دلچسپی رکھنے والے ممتاز افراد نے حکومت پر یونیورسٹی کے قیام کے سلسلے میں زور دیا حتیٰ کہ اس مقصد کے لئے عوام نے چندہ مہم شروع کی۔ شروع میں اس ادارے کا نام ’’اورینٹل یونیورسٹی‘‘ اور پھر ’’لاہور یونیورسٹی‘‘ تجویز کیا گیا۔ بالآخر 1869ء میں یہ ادارہ پنجاب یونیورسٹی کالج کے نام سے قائم ہوا لیکن اسے ڈگری دینے کے اختیار سے محروم رکھا گیا۔ اسے یونیورسٹی کا درجہ دینے کے لئے کوششیں ہوتی رہیں اور بالآخر 14/اکتوبر 1882ء کو پنجاب یونیورسٹی لاہور کے باقاعدہ قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ یونیورسٹی کے باقاعدہ قیام سے پہلے ہی اس کے دو تدریسی ادارے اورینٹل کالج اور لاء کالج (اس وقت سکول) قائم ہو چکے تھے۔ بعض مؤرخین کے مطابق پنجاب یونیورسٹی برصغیر پاک و ہند میں اپنی نوعیت کی پہلی اور منفرد یونیورسٹی تھی جس کے قیام کا بنیادی محرک مغربی تہذیب کی یلغار کے خلاف یہاں کے لوگوں کا ردعمل تھا۔

یونیورسٹی کا آغاز ایک چھوٹی سی بلڈنگ میں ہوا جو 1874ء میں بہاولپور کے نواب صاحب کے عطیے سے تعمیر ہوئی۔ اورینٹل کالج اور لاء سکول دوسری چھوٹی چھوٹی عمارتوں میں موجود تھے۔ بادشاہی مسجد کے ساتھ وابستہ حضوری باغ کے حجرے طلباء کے ہاسٹل کا کام دیتے۔ یونیورسٹی کی لائبریری دو الماریوں پر مشتمل تھی۔ انجمن پنجاب کی تعلیمی تحریک کے نتیجے میں، جن مختلف سکولوں اور کالجوں کا قیام عمل میں آیا، ان کا پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ الحاق ہوتا چلا گیا اور یونیورسٹی کا دائرہ وسیع ہوتا گیا مگر یونیورسٹی کی باقاعدہ توسیع کا عمل 1901ء میں لاء سکول کو کالج کا درجہ دینے سے شروع ہوا۔ 1902ء میں حکومت نے ’’یونیورسٹیز کمیشن‘‘ قائم کیا۔ بعد ازاں 1904ء میں انڈین یونیورسٹیز ایکٹ بنایا گیا۔ یہ ایکٹ بڑا مؤثر ثابت ہوا جس کے باعث یونیورسٹیز کے تمام امور میں بہتری پیدا ہونا شروع ہوگئی۔ چوبرجی لاہور کے ساتھ جو سپورٹس میدان اب بھی موجود ہے۔ یہ 1903ء میں اس مقصد کے لئے خرید کر بنایا گیا تھا۔ یونیورسٹی ہال 1905ء میں تعمیر کیا گیا جبکہ لائبریری کی عمارت کی تعمیر 1911ء میں شروع ہو کر 1917ء میں مکمل ہوئی۔ 1922ء میں وہ عمارات تعمیر ہوئیں جہاں فارمیسی، کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ واقع ہیں۔ 1922ء میں لاء کالج کی عمارت اور 1925ء میں اورینٹل کالج اور اس کے ساتھ ملحقہ ہاسٹلز تعمیر ہوئے، موجودہ سینٹ ہال 1926ء میں تعمیر کیا گیا۔ 1933ء میں وولنر ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور اورینٹل کالج اور لاء کالج کے بعد دیگر شعبہ جات قائم ہونا شروع ہوئے۔ 1917ء میں شعبہ کیمیکل، 1921ء میں عربی، سنسکرت، حیوانات، نباتات، ریاضی، معاشیات اور فلکیات کے شعبے قائم ہوئے۔ 1923ء میں فزیکل کیمسٹری کا شعبہ قائم کیا گیا اور 1927ء میں اردو، ہندی اور پنجاب کے لئے لیکچرار مقرر کئے گئے۔ شماریات اور فنون لطیفہ کی تدریس 1940ء میں شروع کی گئی۔ جبکہ شعبہ صحافت 1941ء میں قائم ہوا۔

قیام پاکستان کے وقت طلباء کا کردار روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ جیسے ہی پاکستان معرض وجود میں آیا، پنجاب یونیورسٹی ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔

یونیورسٹی ہاسٹلز

پنجاب یونیورسٹی کے 23 ہاسٹلز ہیں جن میں 6 گرلز اور 17 بوائز ہاسٹلز ہیں۔ مزید 3 ہاسٹلز ابھی زیر تعمیر ہیں۔ گرلز ہاسٹلز میں 1800 لڑکیوں اور بوائز کے ہاسٹلز میں 3000 لڑکوں کی رہائش کا بندوبست ہے۔

اب اس یونیورسٹی نے تعلیمی، تحقیقی اور ثقافتی میدانوں میں نئے تقاضوں کی تکمیل کرنا تھی۔ قبل ازیں اردو ہندی تنازعہ اور غیر مسلم اساتذہ نے یونیورسٹی کی ڈویلپمنٹ بری طرح متاثر کر رکھی تھی۔ قیام پاکستان سے قبل غیر مسلموں کا غلبہ تھا۔ پاکستان کے قیام کے ساتھ ہی غیر مسلم اساتذہ اور دیگر انتظامی افسران اور ماہرین ملک چھوڑ کر چلے گئے، جس کی وجہ قیام پاکستان کے وقت دیگر تمام شعبوں کی طرح یونیورسٹی کو نا کام بنانا تھا، مگر بہت جلد تمام درپیش چیلنجز سے نمٹنے کا بندوبست کر لیا گیا۔ اساتذہ و ماہرین کی کمی وقت کے ساتھ ساتھ پوری ہوتی گئی اور یونیورسٹی تمام عصری تقاضوں کے مطابق ترقی کرتی چلی گئی۔ قیام پاکستان کے بعد یونیورسٹی کی توسیع و ترقی کا عمل شروع ہو گیا۔ نئے نئے شعبے ادارے اور مراکز قائم کرنے کے ساتھ ساتھ پرانے اداروں کو ترقی اور وسعت دی گئی۔ قیام پاکستان کے بعد جو نئے شعبے قائم ہوئے، ان کے نام درج ذیل ہیں:

شعبہ اردو، شعبہ اسلامیات، دائرہ معارف اسلامیہ، شعبہ علوم ارضی، سوشل ورک، سوشیالوجی، کمرشل سائنس، ریسرچ سنٹر، ادارہ تعلیم و تحقیق، ایڈمنسٹریٹو سائنس، اطلاقی نفسیات، انگریزی، ادارہ تالیف و ترجمہ، شعبہ فلسفہ، لائبریری سائنس، پنجابی، فرانسیسی، بزنس ایڈمنسٹریشن، مرکز سالڈ سٹیٹ فزکس، ساؤتھ ایشین سٹڈیز سنٹر، مرکز مالیکیولز، بیالوجی، ہائی انرجی، فزکس سنٹر، شعبہ اقبالیات اور شعبہ مساجد۔

یونیورسٹی کے نیو کیمپس کی تعمیر ایک بڑی کامیابی تھی، اس کیمپس کے لئے ابتداء میں پچاس سو ایکڑ اراضی مختص کی گئی لیکن بعد میں اس میں کمی کر دی گئی۔ نیو کیمپس کی تعمیر 1960ء میں شروع ہوئی۔ اس میں طلباء و طالبات کے لئے 14 ہاسٹل سٹوڈنٹس، ٹیچر سنٹر، شاپنگ سنٹر، سوئمنگ پول، چھ گراؤنڈز، جامع مسجد، اساتذہ اور والدین کے لئے رہائشی کالونیاں، آڈیٹوریم، آئی ای آر اور دیگر کئی بڑے شعبے تعمیر کئے گئے ہیں۔ جامع مسجد انتہائی خوبصورت ہے، بادشاہی مسجد سے کچھ مشابہت رکھتی ہے۔ یونیورسٹی میں واقع جامع مسجد، لاہور کی دوسری بڑی مسجد ہے۔ نیو کیمپس اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے بہت مشہور ہے۔ یونیورسٹی کے درمیان سے گزرنے والی نہر اور اس کے اردگرد لگے درختوں کی بڑی تعداد اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ اس نہر کے ایک طرف طلباء و طالبات کے ہاسٹلز ہیں، جبکہ دوسری طرف ڈیپارٹمنٹس، وی سی آفس، کیمپس کالونیاں وغیرہ ہیں۔ اولڈ کیمپس مال روڈ کے پاس اور انارکلی کے قریب واقع ہے۔ اولڈ کیمپس میں شعبہ فارمیسی، فائن آرٹس، یو سی آئی ٹی اورینٹل کالج اور مختلف زبانوں کے شعبے موجود ہیں۔ ان میں یو سی آئی ٹی نیا شعبہ ہے۔

پنجاب یونیورسٹی نے قیام پاکستان کے بعد بطور خاص ہر شعبے میں قومی ضرورتیں پوری کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ صنعت و معیشت، علم و ادب،

پنجاب یونیورسٹی لائبریری

پنجاب یونیورسٹی لائبریری پاکستان کی بڑی لائبریریوں میں سے ایک ہے۔ لائبریری نیو کیمپس میں واقع ہے۔ جہاں مختلف موضوعات پر بہت سی معلوماتی کتابیں موجود ہیں۔ اس میں 35000 ریسرچ تھیسز اور نایاب قسم کی مائیکرو فلم محفوظ ہیں اور 18 مختلف زبانوں میں کتابیں بھی دستیاب ہیں، جن میں انگریزی، چینی، جرمنی، ہندی، اٹالین، جاپانی اور کورین زبانوں میں بھی ہیں۔ اس لائبریری میں کل 5 لاکھ سے زائد کتابیں موجود ہیں۔ لائبریری میں 18 ہزار آن لائن جرنلز کی بھی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں یونیورسٹی کے مختلف شعبہ جات کی الگ بھی 4 لائبریریاں ہیں۔

صحافت و ابلاغیات، سائنس و ٹیکنالوجی کے لئے یونیورسٹی نے سائنسدان، ماہرین، انتظامی افسران اور دیگر پیشہ ور افراد مہیا کئے۔ بین الاقوامی شہرت کے حامل نامور کھلاڑی پیدا کئے، پھر یونیورسٹی سے وابستہ افراد یا فارغ التحصیل طلباء و طالبات کی خدمات بھی نمایاں ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی ایک قومی یونیورسٹی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ملک کے ہر صوبے، ہر حصے کے طلباء و طالبات اپنی قابلیت کی بنیاد پر داخلہ لے سکتے ہیں۔ بیرون ممالک کے طلباء و طالبات کے لئے نشستیں مخصوص ہیں۔ مگر اب شاید دہشت گردی کی موجودہ لہر کی وجہ سے بہت کم غیر ملکی طلباء و طالبات پڑھ رہے ہیں۔ یہاں ہم یونیورسٹی کے مختلف شعبوں کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین کے لئے راہنمائی کا باعث بن سکے، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی کے قیام سے پہلے کا کالج ہے، لہٰذا سب سے پہلے ہم اس کا سرسری جائزہ لیتے ہیں۔

اورینٹل کالج

پنجاب یونیورسٹی کا اورینٹل کالج اسلامی و مشرقی علوم اور السنہ الشرقیہ کی تدریس کا ایک ایسا بین الاقوامی نوعیت کا ادارہ ہے جو پنجاب یونیورسٹی کے قیام سے پہلے قائم ہو گیا تھا۔ بعد ازاں یونیورسٹی کا کالج بن گیا۔ اورینٹل کالج نے علوم اسلامیہ اور شرقیہ کے نہ صرف ممتاز ماہرین پیدا کئے بلکہ اردو، عربی، فارسی، پنجابی، کشمیریات، ہندی اور دیگر زبانوں کے بڑے بڑے اساتذہ اور محقق بھی تیار کئے۔

یونیورسٹی لاء کالج

جامعہ پنجاب کا یونیورسٹی لاء کالج بھی اورینٹل کالج کی طرح یونیورسٹی کے قیام سے پہلے لاء سکول کی صورت میں معرض وجود میں آ گیا تھا۔ بعد ازاں اسے کالج کا درجہ دیا گیا۔ یونیورسٹی کے قیام کے بعد اسے

یونیورسٹی کا حصہ بنا دیا گیا۔ قیام پاکستان کے وقت یہ ملک کا واحد لاء کالج تھا، جہاں سے ملک کے لئے ماہرین قانون تیار ہوتے۔ بلاشبہ اس کالج نے بہت ہی ممتاز قانون دان تیار کئے ہیں۔ ہر سال ہزاروں طلباء و طالبات اس ادارہ سے فارغ التحصیل ہو کر عملی زندگی میں قدم رکھتے ہیں۔ گزشتہ کچھ عرصے سے لاء کالج میں ایل ایل ایم کی کلاسیں بھی ہو رہی ہیں۔ لاہور کا یہ کالج مختلف شارٹ کورسز بھی کروا رہا ہے۔

ہیلی کالج آف کامرس

یہ کالج بھی قیام پاکستان سے پہلے قائم ہو گیا تھا۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد اس میں خاطر خواہ توسیع کی گئی۔ اس میں بی کام، ایم کام، بینکنگ اور دیگر اقتصادی شعبوں میں ڈگری کورسز کروائے جاتے ہیں۔ ہیلی کالج دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ اولڈ کیمپس میں ہے، جسے اولڈ ہیلی کالج کہا جاتا ہے اور دوسرا نیو کیمپس میں۔ یہ تین یونیورسٹی کالجز ہیں۔

اب ہم بڑے اداروں کا تعارف بھی پیش کرتے ہیں۔

ادارہ تعلیم و تحقیق

اس ادارے میں نہ صرف طلباء و طالبات کو ٹیچنگ سکھائی جاتی ہے بلکہ پاکستان میں پہلی بار یونیورسٹی کی سطح پر اساتذہ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ہوا ہے۔ اس میں ایلیمنٹری ایجوکیشن، اسلامک ایجوکیشن، ماسٹر ان بزنس ایجوکیشن (ایم بی ای) ایم ایڈ سمیت تقریباً 8 سے 10 ڈگری کورسز کروائے جاتے ہیں۔

ادارہ علوم ارضیات

ادارہ علوم ارضیات نے پاکستان میں اراضی کے سروے اور معدنیات کی تلاش میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اس ادارے کے تیار کردہ ماہرین جیالوجیکل سروے آف پاکستان میں نمایاں خدمات انجام دے چکے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

ادارہ کیمیا

یہ شعبہ 1927ء میں ایک چھوٹے سے شعبے کے طور پر قائم ہوا۔ پاکستان بننے کے بعد اسے انسٹیٹیوٹ کا درجہ دے دیا گیا۔ مذکورہ ادارے کے فارغ التحصیل طلباء ملک بھر کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بطور اساتذہ اور محقق فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ طلباء شعبہ ہائے کیمیا، سائنسی اور صنعتی تحقیقاتی اداروں، زرعی تحقیقاتی کونسل اور دیگر اداروں میں بطور کیمیا دان اور محقق کام کر رہے ہیں۔

کیمیکل انجینئرنگ و ٹیکنالوجی

اس ادارے میں انجینئرنگ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ کیمیکل انجینئرنگ، کیمیکل ٹیکنالوجی، پٹرولیم گیس ٹیکنالوجی، میٹلرجی اور دیگر سائنسی انجینئرنگ کی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔ مذکورہ شعبے کا قیام 1917ء میں عمل میں آیا تھا۔ اس شعبے کے تیار کردہ افراد ملک کے کئی تحقیقاتی اداروں میں ان کے سربراہوں، لیڈروں اور اعلیٰ منتظمین کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ یہاں کے فارغ التحصیل بیرون ملک بھی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔

فارمیسی کالج

اس ادارے میں دوا سازی کی صنعت کے لئے تربیت دی جاتی ہے۔ اس کا قیام 1944ء میں عمل میں آیا۔ 1977ء میں اسے ایک فیکلٹی کا درجہ دے دیا گیا۔ اس شعبے کے تیار کردہ افراد حکومت پاکستان اور صوبائی حکومتوں کے "ڈرگ کنٹرول" اور "کوالٹی کنٹرول" کے شعبے میں کام کر رہے ہیں۔ دوا ساز کارخانوں میں بھی اس شعبے کے افراد کام کر رہے ہیں۔ فارما سیوٹیکل صنعت بھی انہی افراد کی مرہون منت ہے۔

مرکزی سالڈ سٹیٹ فزکس

یہ مرکز 1980ء کی دہائی میں قائم کیا گیا۔ اس میں تحقیقی منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔

مرکزی ترقی یافتہ مالیکولر بیالوجی

اسے جنیٹک انجینئرنگ بھی کہتے ہیں۔ یہ جدید سائنس کی ایک اہم شاخ ہے اور موجودہ دور میں اس نے بہت اہمیت حاصل کر لی ہے۔ قدرتی وسائل سے استفادے میں جس سائنسی اور تکنیکی مہارت اور تربیت یافتہ افرادی قوت کی ضرورت ہوتی ہے، اسے پورا کرنا اس مرکز کے قیام کا مقصد ہے۔

لائبریری سائنس کی تعلیم

یہ شعبہ ایشیا بھر میں لائبریری سائنس کا اولین شعبہ ہے۔ 1956ء تک یہ شعبہ واحد شعبے کے طور پر کام کر رہا تھا، بعد میں کچھ اداروں میں یہ تعلیم دی جانے لگی۔ اس وقت بھی یہ ادارہ لائبریری سائنس کے میدان میں سرفہرست ہے۔

حیوانات

یہ شعبہ 1921ء میں قائم ہوا۔ شعبے میں دیمک پر بین الاقوامی تحقیقات کی گئی ہیں۔ اس شعبے میں قومی اور بین الاقوامی اداروں کی طرف سے تفویض شدہ متعدد تحقیقی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جا چکا ہے۔

شعبہ فنون لطیفہ

اس شعبے سے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات مختلف ٹی وی چینلز، پاپولیشن پلاننگ، عجائب گھروں، صنعتی اداروں، ایڈورٹائزنگ، پبلسٹی کے شعبوں اور تعلیمی اداروں میں کام کر رہے ہیں۔ ملک بھر کے تمام گرلز کالجز میں فنون لطیفہ کی تعلیم کے اجراء کا سہرا بھی اسی شعبے کے سر ہے۔

مرکز تحقیق عمرانی علوم

اس ادارے میں طلباء کو ایم اے اور ایم ایس سی کی سطح پر تحقیق کی تربیت دی جاتی ہے، علاوہ ازیں یہ سروے ریسرچ سنٹر کا کام بھی انجام دے رہا ہے۔ اب تک اس میں سینکڑوں تحقیقی منصوبوں پر کام کیا جا چکا ہے۔

شعبہ صحافت

جامعہ پنجاب کے اس شعبے کی اہمیت مسلمہ ہے۔ یہ 1941ء میں قائم کیا گیا اور پورے برصغیر میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا شعبہ تھا۔ قیام پاکستان سے قبل اس شعبے میں ڈپلومہ کروایا جاتا تھا، بعد میں ایم اے ڈگری کر دیا گیا۔ اسے انسٹیٹیوٹ کا درجہ دے کر اس کا نام "انسٹیٹیوٹ آف کمیونیکیشن سٹڈیز" رکھ دیا گیا۔ ادارے میں FM 104.6 ریڈیو کی نشریات گزشتہ چار سال سے جاری ہیں۔ اس کے گوجرانوالہ کیمپس میں بھی صحافت کی تدریس کا کام شروع کر دیا گیا۔ پاکستان کے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی بھی یہاں سے فارغ التحصیل ہیں۔

شعبہ مساجد

جامعہ پنجاب اتنی بڑی جامعہ ہے کہ اس میں باقاعدہ شعبہ مساجد کی بھی ضرورت محسوس کی گئی۔ یہ شعبہ جامع مسجد ہی میں قائم ہے جو یونیورسٹی میں دیگر تمام چھوٹی چھوٹی مساجد کی بھی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اس شعبے کے ذریعے طلباء و طالبات کے لئے دینی تعلیم کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ

اس شعبے میں اردو زبان میں انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کی تیاری کا سلسلہ جاری ہے۔ اب تک انسائیکلو پیڈیا کی درجنوں جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس شعبے میں ہونے والے کام کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہے۔

فیکلٹیز آف پنجاب یونیورسٹی

فیکلٹی آف آرٹس اینڈ ہیومینٹیز:

آرٹس فیکلٹی میں آرکیالوجی، انگلش لینگویج اینڈ لٹریچر، فرنچ، ہسٹری، فلاسفی، ساؤتھ ایشین سٹڈیز، آرٹ اینڈ ڈیزائن کالج کے ڈیپارٹمنٹس ہیں۔

فیکلٹی آف بیہویل اینڈ سوشل سائنسز

اس فیکلٹی میں پولیٹیکل سائنس، سوشل ورک، کمیونیکیشن سٹڈیز، سوشیالوجی اور جینڈر (Gender) سٹڈیز کے شعبہ جات شامل ہیں۔

فیکلٹی آف اکنامکس اینڈ منیجمنٹ سائنسز:

اس میں اکنامکس، لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس، ایڈمنسٹریٹو سائنس، ہیومن ریسورسز ڈویلپمنٹ سنٹر، بزنس ایڈمنسٹریشن اور بزنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبہ جات ہیں۔

فیکلٹی آف ایجوکیشن:

اس میں انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ (IER) قائم ہے۔ جہاں بزنس ایجوکیشن، ایلیمنٹری ایجوکیشن، اسلامک ایجوکیشن، سائنس ایجوکیشن، سیکنڈری ایجوکیشن، انگلش لینگویج ٹیچنگ اینڈ (Linguistic)، ٹیکنالوجی ایجوکیشن، سپیشل ایجوکیشن کے شعبہ جات ہیں۔

فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی:

انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی فیکلٹی کے شعبہ جات درج ذیل ہیں:

انسٹیٹیوٹ آف کیمیکل انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، سکلز (Skills) ڈویلپمنٹ سنٹر ٹیکسٹائل پراسیسنگ ٹیکنالوجی، انسٹیٹیوٹ آف کوالٹی اینڈ ٹیکنالوجی منیجمنٹ، کول (Coal) ٹیکنالوجی سنٹر، کالج آف انجینئرنگ اینڈ امرجنگ ٹیکنالوجیز، میٹلرجی اینڈ میٹیریل انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ، الیکٹرونک اینڈ ٹیلی کمیونیکیشن انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ۔

فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز:

اسلامک سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ شیخ زاید اسلامک سنٹر اور اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے شعبہ جات پر مشتمل ہے۔

فیکلٹی آف لائف سائنسز:

یہ فیکلٹی سائیکالوجی اینڈ اپلائڈ سائیکالوجی، باٹنی، مائیکرو بیالوجی اینڈ مالیکولر جینیٹکس، مائیکالوجی اینڈ پلانٹ پیتھالوجی، زوالوجی، سپورٹس سائنسز اینڈ فزیکل ایجوکیشن، بائیوکیمسٹری اینڈ بائیوٹیکنالوجی، پنجاب یونیورسٹی سیڈ سنٹر، کلینیکل سائیکالوجی سنٹر، نیشنل سنٹر آف ایکسی لنس ان مالیکولر بیالوجی، بیالوجی سائنسز سکول کے شعبہ جات پر مشتمل ہے۔

فیکلٹی آف سائنس

جغرافیہ، ریاضی، فزکس، سپیس سائنس، کیمسٹری، جیالوجی، سالڈ سٹیڈ فزکس، ہائی انرجی فزکس، انٹی گریٹڈ ماؤنٹین ریسرچ، Statistics & Acturial Science، ایم ای آر سی، ارتھ اینڈ

یونیورسٹی کیمپسز

1۔ قائداعظم کیمپس (نیو کیمپس)
2۔ علامہ اقبال کیمپس (اولڈ کیمپس)
3۔ گوجرانوالہ کیمپس
4۔ خانپور کیمپس (ایوبیہ)

انوائرنمنٹل سائنسز، پی یو سی آئی ٹی۔

اس کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی کے مختلف شعبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

انڈر گریجوایٹ سٹڈیز جس میں بی اے اور بی ایس سی آنرز کروایا جاتا ہے۔ ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، سہیل افتخار ریسرچ انسٹیٹیوٹ، پنجاب یونیورسٹی (Honey Bee)، ریسرچ پراجیکٹ، پنجاب یونیورسٹی فش ریسرچ فارم، چائلڈ ویلفیئر سنٹر وغیرہ۔

پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلرز

جیمز براڈووڈ لائل — اکتوبر 1882ء
بیڈن ہنری پاول — اگست 1883ء
جارج رابرٹ ایل سمی — فروری 1885ء
سرولیم ہنری ریٹی گن — فروری 1887ء
سرولیم میکورتھ ینگ — اپریل 1895ء
سرچارلس آرتھر رائے — دسمبر 1895ء
تھامسن گورڈن واکر — 1898ء
سرلوئس ٹوپر — فروری 1900ء
سرپی سی چیٹر جی — مئی 1904ء
سرلوئس ٹوپر — دسمبر 1904ء
تھامسن گورڈن واکر — مئی 1905ء
سرلوئس ٹوپر — اکتوبر 1906ء
سرپی سی چیٹر جی — مئی 1907ء
جسٹس فریڈرک الیگزینڈر — مئی 1909ء
سرجیمز یوئنگ — فروری 1910ء
ایچ جے مینارڈ — فروری 1917ء
لیفٹیننٹ کرنل جے سٹیفن سن۔ اپریل 1918ء
سرجان مینارڈ — دسمبر 1918ء
ایچ بی ڈیورینٹ — اپریل 1923ء
سرجان مینارڈ — اکتوبر 1923ء
سرجیوفرے ڈی مونٹمورینی۔ جولائی 1926ء
ایف ڈبلیو کیناوے — اگست 1928ء
پروفیسر اے سی وولز — اکتوبر 1928ء
ایم ایل ڈارلنگ — مارچ 1931ء
پروفیسر اے سی وولز — اکتوبر 1931ء
جارج ڈنسفورڈ برنے — جنوری 1936ء
ایم ایل ڈارلنگ — جنوری 1937ء
بی ایچ ڈوبسن — اپریل 1938ء
میاں افضل حسین — اکتوبر 1938ء
ڈاکٹر سر عبدالرحمٰن — فروری 1944ء
ڈاکٹر سی ایچ رائس — اپریل 1947ء
ڈاکٹر عمر حیات ملک — ستمبر 1947ء
جسٹس سر عبدالرشید — جون 1950ء
جسٹس ایس اے رحمٰن — ستمبر 1950ء
ڈاکٹر بشیر احمد — مئی 1952ء
میاں افضل حسین — مئی 1954ء
پروفیسر یو کرامت — مئی 1958ء
پروفیسر تاج محمد خیال۔ — مئی 1961ء
جسٹس شیخ محمد شریف — اکتوبر 1961ء
پروفیسر حمید احمد خان — ستمبر 1963ء
پروفیسر علاؤالدین صدیقی۔ فروری 1969ء
ڈاکٹر محمد اجمل — جولائی 1972ء
پروفیسر سراج الدین — جنوری 1974ء
ڈاکٹر خیرات محمد ابن رسا — دسمبر 1976ء
پروفیسر ڈاکٹر رفیق احمد — دسمبر 1984ء
پروفیسر ڈاکٹر منیر الدین چغتائی۔ اپریل 1989ء
لیفٹیننٹ جنرل (ر) محمد صفدر۔ ستمبر 1993ء
پروفیسر ڈاکٹر خالد حمید شیخ۔ نومبر 1997ء
لیفٹیننٹ جنرل (ر) ارشد محمود۔ ستمبر 1999ء
عارف بٹ — ستمبر 2007ء
ڈاکٹر مجاہد کامران — جنوری 2008ء

(جنگ سنڈے میگزین 29 جون 2008ء)

مواصلاتی سیارے اور ڈش انٹینا

سیٹلائٹ یعنی مواصلاتی سیارہ کا پہلا تصور 1945ء میں آرتھر سی کلارک نے پیش کیا۔ اس کے اس تصور کو تکمیل تک روس اور امریکہ نے پہنچایا۔ اس میں روز بروز نئی ایجادات اور ترقی ہوتی گئی اور ہو رہی ہے۔ جس سے دنیا کے اربوں لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

دراصل ریڈیو کی ایجاد نے اس بارہ میں سوچنے پر مجبور کیا کہ ریڈیو سگنل کو زیادہ سے زیادہ علاقہ میں کس طرح پہنچایا جاسکتا ہے؟

اس سلسلہ میں پہلی پیش رفت ریڈیو براڈ کاسٹنگ انٹینا کو بلند جگہ مثلاً پہاڑ کی چوٹی اور ٹاور پر لگا کر ریڈیو نشریات کا علاقہ بڑھایا گیا۔ پھر اس میں مزید ترقی یہ ہوئی کہ ریڈیو کے براڈ کاسٹنگ انٹینا کو ایک ہوا سے بھرے ہوئے غبارے سے باندھ کر اونچا اڑایا گیا۔ غبارہ جب بہت بلندی پر گیا تو ان سگنلز کو بہت وسیع اور دور دراز علاقوں میں وصول کرلیا گیا۔ آہستہ آہستہ ان غباروں کی جگہ سیٹلائٹ نے لے لی۔ مواصلاتی سیارے زمین کے خط استوا کے عین اوپر تقریباً 22300 میل یا 35800 کلومیٹر کے فاصلے پر گردش کرتے ہیں۔ زمین اپنے گرد گھومتے ہوئے ایک چکر تقریباً 24 گھنٹوں میں مکمل کرتی ہے اسی لئے زمین پر دن اور میل بلند ہوتے ہوئے زمین کے گرد اپنا ایک چکر 24 گھنٹے میں مکمل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زمین اور مواصلاتی سیارے ایک دوسرے کے سامنے رہتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ساکن ہوں۔

یہ مواصلاتی سیارہ سیٹلائٹ زمین کے ارتھ سٹیشن سے آنے والی UPLINK لہروں کو وصول کرکے واپس زمین کی طرف (Down Link) بھیجتا ہے۔

سیٹلائٹ نہایت بلندی پر ہونے کی وجہ سے یہ لہریں جو واپس زمین کی طرف آتی ہیں تو زمین کے وسیع و عریض علاقے پر حاوی ہوتی ہیں یعنی زمین کا 1/3 حصہ ان لہروں کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔

ایک مواصلاتی سیارے میں تقریباً 50 ہزار سولر سیل ہوتے ہیں جو 24 گھنٹے سورج کی روشنی سے بجلی پیدا کرتے ہیں اور یہ بجلی سیٹلائٹ میں موجود بیٹریوں کو چارج کرتی ہے۔ جس سے سیٹلائٹ کے الیکٹرونکس آلات کام کرتے ہیں۔ ہر مواصلاتی سیارے کی عمر مختلف ہوتی ہے جو تقریباً 6 سے 12 سال ہے۔

مواصلاتی سیارے چھوٹے اور بڑے مختلف سائز میں ہوتے ہیں اور ان سے مختلف کام لئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک جدید سیٹلائٹ سے تقریباً ایک لاکھ ٹیلی فون سرکٹ، سینکڑوں ٹیلی ویژن چینلز، سینکڑوں ریڈیو چینلز، سڑکوں پر ٹریفک کا نظام درست رکھنے کے لئے درجنوں ویڈیو کیمرے، دوسرے ممالک کی افواج اور ایٹمی تنصیبات کی جاسوسی کے لئے، موسم کا پیشگی حال معلوم کرنے کے لئے، کمپیوٹر انٹرنیٹ سسٹم اور ایک ملک سے دنیا کے دوسرے سینکڑوں ممالک میں کھیلوں کا پروگرام دکھانے کے لئے مواصلاتی سیارے سے ہی کام لیا جاتا ہے۔

مواصلاتی سیارے کو زمین سے ایک دیوھیکل راکٹ سے خلا میں داغا جاتا ہے۔ اس عمل پر کروڑوں ڈالر خرچ آتا ہے۔ مواصلاتی سیارہ کو اپنے مطلوبہ پوائنٹ پر بھیجنا ہی سب سے اہم اور مشکل کام ہوتا ہے۔ یہ سب کمپیوٹر کے ذریعہ سرانجام دیا جاتا ہے۔ اس وقت دنیا میں سینکڑوں کی تعداد میں سیٹلائٹ کام کر رہے ہیں۔

سیٹلائٹ میں موجود مختلف چینلز عام فروخت کے لئے رکھ دئے جاتے ہیں۔ ہماری جماعت بھی دنیا کے بہترین سیٹلائٹ کا انتخاب کرکے Long Range چینلز خریدتی ہے اور ان چینلز پر MTA کا پروگرام پوری دنیا میں نشر کیا جاتا ہے۔

مواصلاتی سیارے/سیٹلائٹ سے زمین کی طرف آنے والے سگنل/فریکوئنسی مائیکرو ویوز کہلاتی ہیں۔ یہ اتنے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں کہ انہیں پہلے ایک جگہ جمع کرکے طاقت ور سگنل میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ ان مائیکرو سگنل کو ایک جگہ جمع کرنے کا کام ڈش انٹینا سے لیا جاتا ہے۔ اس لئے ڈش کی شکل پیالہ نما ہوتی ہے۔ ڈش کے ساتھ LNB اور پھر ریسیور لگا کر سیٹلائٹ سے آنے والے مختلف پروگرامز/چینلز کو الگ الگ کرکے TV پر دیکھ لیا جاتا ہے۔

ڈش سے آنے والے سگنل جالی والی ڈش کی بجائے ٹھوس ڈش پر زیادہ جمع ہوتے ہیں کیونکہ جالی میں سوراخ کی وجہ سے کافی سگنل ان سوراخوں کے ذریعے باہر نکل جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جالی والی ڈشوں کے سائز بڑے جب کہ ٹھوس (Solid) ڈشوں کے سائز چھوٹے ہوتے ہیں۔ سالڈ ڈشوں کی کارکردگی بھی بہت اچھی ہوتی ہیں۔ جالی پر آنے والے پروگرام اینالاگ سسٹم کے تحت دیکھے جاتے ہیں۔ اب ایک جدید نظام ڈیجیٹل متعارف ہو رہا ہے۔ اس سسٹم میں تصویر اور آواز کا معیار اتنا اچھا ہوتا ہے جیسے کمپیوٹر اور CD کا رزلٹ۔ ڈیجیٹل سسٹم دیکھنے کے لئے جدید ڈیجیٹل ریسیور کا ہونا ضروری ہے۔ ڈیجیٹل تصویر میں کوئی بھی سپاٹ/کرسٹل یا دانے نہیں آتے۔ ڈیجیٹل تصویر نہایت صاف شفاف ہوتی ہے۔ آئے گی تو سو فیصد آئے گی ورنہ بالکل نہیں آئے گی۔

اس نئے ڈیجیٹل سسٹم کے تحت دنیا کے تمام چینلز آہستہ آہستہ ڈیجیٹل ہوتے جا رہے ہیں۔ بفضل خدا تعالیٰ دنیا بھر میں ہمارا MTA چار مختلف سیٹلائٹ کے ذریعے نشر ہو رہا ہے۔ ان میں چار سیٹلائٹ پر MTA ڈیجیٹل ہوچکا ہے۔

1۔ امریکہ و کینیڈا
2۔ یورپ، مشرق وسطی، روس
3۔ مشرقی ایشیا یعنی جاپان، آسٹریلیا فجی وغیرہ
4۔ پاکستان، ہندوستان سمیت ایشیا اور افریقہ وغیرہ

ڈیجیٹل کے لئے ٹھوس ڈش کا ہونا ضروری ہے اس کے لئے ڈش کا سائز چھوٹا ہوتا ہے۔ جالی والی ڈشوں کا زمانہ اب ختم ہو رہا ہے۔ وقت اور ضرورت کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی کی تبدیلی بھی نہایت اچھا اثر چھوڑتی ہے۔ ڈش کے بعد اب کیبل سسٹم کا عروج ہوچکا ہے۔ کیبل سسٹم کے ذریعے آپ گھر بیٹھے ڈش کے بغیر درجنوں چینلز صرف ٹیلی ویژن پر دیکھ سکتے ہیں۔ کیبل کے بعد ایک نیا وائرلیس سسٹم آگیا ہے اس کے ذریعے ایک مخصوص انٹینا لگانا پڑتا ہے اور بیسیوں چینلز دیکھے جاسکتے ہیں۔

ڈیجیٹل ڈیکوڈر کا نام بہت مشہور ہے اس کے ذریعے سٹار سپورٹس، ESPN کھیلوں کا چینل، ڈسکوری، نیشنل جیوگرافک چینل اور کارٹون وغیرہ کے چینلز دیکھے جاتے ہیں۔

ڈیجیٹل ڈیکوڈر میں ایک کارڈ ڈالا جاتا ہے جو مخصوص وقت کے لئے ہوتا ہے مدت پوری ہونے پر اس کارڈ کو سیٹلائٹ کے ذریعے پیغام دے کر بند کر دیا جاتا ہے۔ کارڈ کی قیمت کمپنی میں جمع ہوجائے تو دوبارہ اس کارڈ کو سیٹلائٹ کے ذریعے ہی ڈیجیٹل سگنل دے کر کھول دیا جاتا ہے اور اسی کارڈ کے ذریعے پھر چینلز دیکھے جاسکتے ہیں یہ سب کچھ اتنا حیران کن عمل ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ سب کمپیوٹر کا کمال ہے۔

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

جنت کا دروازہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قابل رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل خرچ کرنے کی غیر معمولی توفیق اور ہمت بخشی۔ (بخاری)

پھر فرمایا۔

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ''باب الصدقہ'' ہے جہاں سے صدقہ و خیرات کرنے والے داخل ہوں گے۔ (مسلم)

احباب وخواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے صدقات/عطیہ جات فضل عمر ہسپتال کی مد امداد نادار مریضان اور مد ڈویلپمنٹ میں جمع کروا کر دکھی انسانیت کی خدمت میں اپنا حصہ ڈالیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

سانحہ ارتحال

مکرم طارق محمود صاحب فینسی جنرل سٹور رحمت بازار ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے ماموں مکرم صوفی منظور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ لبے ضلع سیالکوٹ مورخہ 8 جون 2009ء کو وفات پا گئے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے ان کا جسد خاکی سیالکوٹ سے ربوہ لایا گیا۔ 10 جون کو احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں محترم مرزا محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین ہوئی۔ بوقت وفات مرحوم کی عمر 67 سال تھی۔ مرحوم عرصہ دراز سے اپنے علاقہ کے صدر تھے اور مختلف جماعتی خدمات بڑے خلوص سے ادا کرتے چلے آرہے تھے۔ 8 جون کو ضروری کام کے سلسلے میں پسرور موٹر سائیکل پر جارہے تھے کہ پیچھے سے آنے والی ایک تیز رفتار ویگن نے ٹکر ماردی جس کے نتیجے میں مرحوم موقع پر اللہ کو پیارے ہوگئے۔ مرحوم کو جماعت سے انتہائی محبت تھی۔ پنجوقت نماز باجماعت پر کاربند تھے۔ بڑے شوق سے تمام افراد خاندان کو نظام وصیت میں شامل کروایا سادگی میں ساری عمر گزاری اور خود اپنے ہاتھ سے کام کرتے۔ اپنے علاقہ میں جماعت کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا رہتا تھا۔ ایک بیت الذکر خوبصورت بمعہ مربی ہاؤس بنائی اور ضرورت کی ہر چیز مہمانوں کیلئے وہاں رکھی۔ اپنے صبر اور دانش کی وجہ سے علاقہ کے غیر از جماعت لوگ بھی ان کی بہت عزت واحترام کرتے اور ان میں بہت مقبول تھے اور اپنے کام کے سلسلہ میں ان سے مشورہ کرتے اور ان کے مشورہ کو حتمی اور سودمند جان کر اسی پر بلادریغ عمل کرتے مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے مکرم فاروق احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر مسعود صاحب سیالکوٹ، دو بیٹیاں مکرمہ ناصرہ صاحبہ اہلیہ مکرم شکیل احمد صاحب چنیوٹ، مکرمہ نجمہ شاہین صاحبہ اہلیہ مکرم حفیظ احمد صاحب بیلجیئم اور ایک بزرگ والدہ مکرمہ برکت بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد سائیں صاحب مرحوم عمر 90 سال سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت فرمائے آپ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی بوڑھی والدہ اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اپنے والد کے نیک نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالمجید خالد صاحب نائب ناظم مجلس انصاراللہ ضلع نارووال تحریر کرتے ہیں۔

میری بڑی ہمشیرہ محترمہ حلیمہ بی بی صاحبہ زوجہ مکرم غلام رسول صاحب مغل آف ملیو کے ضلع نارووال مورخہ 14 جون 2009ء کو ہارٹ اٹیک کی وجہ سے بعمر 75 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اسی روز مقامی قبرستان میں مکرم مرزا منیر احمد صاحب مربی ضلع نارووال نے پڑھائی۔ تدفین کے بعد مکرم مربی صاحب ضلع نے ہی دعا کروائی۔ مرحومہ نے خدا کے فضل سے 1953ء میں حضرت مصلح موعود کے دور میں خود بیعت کی تھی جب مخالفت سے ڈرایا گیا تو بڑی جرات سے جواب دیا کہ جیسے باقی احمدی زندگی بسر کرتے ہیں جہاں سے کھاتے پیتے ہیں میں بھی وہاں سے کھا پی لیا کروں گی۔ مرحومہ نے ساری زندگی جماعت کے ساتھ وابستگی میں گزاری آپ ہردلعزیز، خوش اخلاق، ملنسار اور خلافت سے محبت میں خوب بڑھی ہوئی تھیں۔ مرحومہ نے سوگواروں میں خاوند کے علاوہ چار بیٹے اور 5 بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ اللہ کے فضل سے ساری اولاد مخلص ہے۔ مرحومہ مکرم ناصر احمد مغل صاحب مربی سلسلہ کی تائی تھیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ہمشیرہ کو بلند درجات عطا فرمائے اور اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18 جون 2009ء کو قبل از نماز ظہر بمقام بیت فضل لندن درج ذیل احباب کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم سعید احمد باجوہ صاحب

مکرم سعید احمد باجوہ صاحب ابن مکرم چوہدری شریف احمد باجوہ صاحب آف ہیز 17 جون 2009ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ مرحوم انتہائی نیک پرہیزگار اور سلسلہ سے پختہ تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ کچھ عرصہ لوکل جماعت میں بطور محصل خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مکرم خلیل احمد باجوہ صاحب کے بڑے بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم عطاء المنان صاحب

مکرم عطاء المنان صاحب دارالرحمت غربی ربوہ 7 جون 2009ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ حضرت میاں امام الدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے بیٹے، حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری خالد احمدیت کے چھوٹے بھائی اور مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن کے چچا تھے۔ آپ نے جرمنی اور ربوہ میں مختلف حیثیتوں سے بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کئی خوبیوں کے مالک، ملنسار اور نیک سیرت انسان تھے۔ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم احمد دین صاحب

مکرم احمد دین صاحب سابق کارکن وکالت مال تحریک جدید ربوہ 8 جون 2009ء کو جرمنی میں وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نہایت درجہ ملنسار اور خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ تحریک جدید میں کام کے دوران آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ بعض سفروں میں بطور ڈرائیور خدمت کی توفیق بھی پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم شاہین سیف اللہ خان صاحب

مکرم شاہین سیف اللہ خان صاحب ابن مکرم آغا محمد بخش صاحب سول انجینئر 30 مئی 2009ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ نے 1967ء میں لاہور سے سول انجینئرنگ کی تعلیم مکمل کرکے واپڈا میں کچھ عرصہ بطور ایکسیئن اور بعد میں کنسلٹنٹ کی حیثیت سے مختلف جگہوں پر کام کیا۔ چکوال میں امیر ضلع اور ماڈل ٹاؤن لاہور میں سیکرٹری تعلیم القرآن کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم محمد انوارالحق صاحب کلرک شعبہ مال دفتر دارالذکر لاہور تحریر کرتے ہیں کہ میری ماموں زاد بہن محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ بیوہ مکرم منیر احمد صاحب کے دائیں ہاتھ کے شوگر کے پھوڑے کا آپریشن متوقع ہے۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

لیفٹیننٹ جنرل عتیق الرحمٰن

گورنر مغربی پاکستان

24 جون 1918ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سینٹ پال سکول، لندن میں تعلیم پائی۔ انڈین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون میں تربیت پائی۔ جون 1940ء میں کمیشن حاصل کیا۔ فرنٹیئر فورس رجمنٹ میں شامل ہوئے۔ کرم ایجنسی اور ٹوچی کی فوجی کارروائیوں میں شریک ہوئے۔ نومبر 1941ء میں برما کے محاذ پر جاپانیوں کے خلاف جنگ کی۔ شجاعت کا انعام ''ملٹری کراس'' کی صورت میں ملا۔ دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر پہلے سٹاف کالج کوئٹہ اور پھر ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون میں تعینات رہے۔

1947ء میں پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول میں چیف انسٹرکٹر مقرر ہوئے۔ 1950ء میں اعلیٰ تربیت کے لئے جنرل سٹاف کالج امریکہ گئے۔ واپسی پر 1956ء میں کومیلا مشرقی پاکستان میں ایک بریگیڈ یئر کی کمان کی۔ 1959ء میں مزید تربیت کے لئے لندن گئے۔ 1965ء کی جنگ میں بارہویں ڈویژن کی کمان کی۔ 1966ء میں لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی ہوئی۔ 15 مارچ 1969ء کو مارشل لاء کے نفاذ پر انہیں زون اے کا مارشل ایڈمنسٹریٹر اور کور کمانڈر بنایا گیا۔ 31 جنوری 1970ء کو ایئر مارشل نور خان کے مستعفی ہونے پر مغربی پاکستان کا گورنر بنایا گیا۔ ون یونٹ کی تنسیخ کے بعد جولائی 1970ء تا دسمبر 1971ء صوبہ پنجاب کے گورنر رہے۔ 1977ء میں جنرل ضیاء الحق نے انہیں وفاقی پبلک سروس کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا۔ اس منصب پر وہ 1985ء تک فائز رہے۔ پھر سبکدوش ہوگئے۔ ان کی خدمات کے صلے میں انہیں ''ستارہ پاکستان'' کا اعزاز دیا گیا۔ انہوں نے سات کتابیں تصنیف کیں، جن میں سے ان کی خودنوشت زیادہ مشہور ہے Back to Pavillion۔ آپ نے یکم جون 1996ء کو لاہور میں وفات پائی۔

قرآن کریم کی برکات

سفارشات شوریٰ 2009ء میں یہ طے پایا ہے کہ احباب جماعت کا علمی معیار بلند کرنے کے لئے قرآن مجید ناظرہ پڑھنا۔ ترجمہ سے پڑھنا اور باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنا بہت ضروری ہے۔

خلفائے کرام کے ارشادات کو اگر ملحوظ رکھا جائے تو وہ علمی معیار بڑھانے کے ضامن ہیں۔ مثلاً ہر بالغ احمدی قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ پھر ہر احمدی قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ اگر جماعت اس ٹارگٹ کے حصول کے لئے کوشش کرے تو یقیناً علمی معیار بلند ہوگا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

”قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں...... یہ فخر قرآن مجید کو ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔“

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

”اپنی جماعت کی نگرانی کریں کہ نہ صرف ان کے گھر میں بلکہ ان کی جماعت میں بھی کوئی مرد اور کوئی عورت ایسی نہ رہے۔ جو قرآن کریم نہ جانتی ہو۔ ہر ایک عورت قرآن کریم پڑھ سکتی ہو۔ ترجمہ جانتی ہو۔ اسی طرح تمام مرد بھی قرآن کریم پڑھ سکتے ہوں۔ ترجمہ بھی جانتے ہوں۔ اور قرآن کریم کے نور سے حصہ لینے والے ہوں تا قیام احمدیت کا مقصد پورا ہو“۔

(خطبہ جمعہ، مطبوعہ الفضل ۱۰ اگست ۱۹۶۶ء صفحہ ۴)

اُمید ہے کہ آپ قرآن مجید کی اہمیت و برکات کو سمجھتے ہوئے خود بھی باقاعدگی سے تلاوت کرتے ہوں گے اور اپنے گھر والوں کو بھی توجہ دلا رہے ہوں گے۔

(مرسلہ: ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل سفارشات شوریٰ 2009ء)

(بقیہ از صفحہ 1)

طرح پالا اور پروان چڑھایا۔ محترمہ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ بہت محنتی، مخلص، مہمان نواز اور شفقت کرنے والی بابرکت شخصیت تھیں۔ اپنے خاوند کے ساتھ ہر جگہ بھرپور جماعت اور انسانیت کی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کی میت امریکہ سے پاکستان لائی جارہی ہے، نماز جنازہ کے وقت کا اعلان بعد میں کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرتے ہوئے اعلیٰ علیّین میں داخل فرمائے اور آپ کے لواحقین اور جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعود کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

ولادت

۞ مکرم سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی مکرم سید خضر پاشا صاحب کو 21 جون 2009ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام جری اللہ حاشر عطا فرمایا ہے۔ بچہ مکرم حضرت اللہ پاشا صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم رانا رفیق احمد صاحب کا نواسہ ہے۔ نومولود کے والد حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب کے نواسے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ضرورت انسپکٹران ومحررین

وقف جدید انجمن احمدیہ میں انسپکٹران ومحررین گریڈ درجہ دوم کی خالی آسامیوں کیلئے محنتی، مخلص اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے احباب سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ امیدوار کی تعلیمی قابلیت ایف۔اے، ایف ایس سی (کم از کم 45 فیصد نمبروں کے ساتھ پاس) ہو۔ اپنی درخواستیں صدر صاحب / امیر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ خاکسار کے نام وقف جدید انجمن احمدیہ میں مورخہ 11 جولائی 2009ء تک بھجوائیں۔

(ناظم مال وقف جدید)

سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی آمد

۞ مکرم ڈاکٹر فرید اسلم منہاس صاحب ماہر نفسیات

۞ مکرم ڈاکٹر عبدالرفیق سمیع صاحب ماہر امراض جلد

دونوں ڈاکٹر صاحبان مورخہ 28 جون 2009ء کو فضل عمر ہسپتال میں مریضوں کا معائنہ کریں گے۔ ضرورت مند احباب وخواتین ان کی خدمات سے استفادہ کیلئے ہسپتال تشریف لائیں اور مزید معلومات کیلئے استقبالیہ ہسپتال سے رجوع فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

عطیہ چشم دے کر خدمت خلق میں حصہ لیں۔

ایک روزہ تربیتی پروگرام

(جماعت احمدیہ دارالبرکات حیدرآباد)

۞ مکرم محمد صدیق صاحب لغاری معلم وقف جدید دارالبرکات حیدرآباد تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مورخہ 24 مئی 2009ء کو جماعت احمدیہ دارالبرکات حیدرآباد نے ایک روزہ تربیتی پروگرام منعقد کیا۔ تلاوت، نظم، دینی معلومات، نصاب وقف نو اور دعائیں یاد کرنے کے مقابلہ جات ہوئے نیز مکرم مبشر احمد رند صاحب انسپکٹر تربیت وقف جدید نے بچوں سے قرآن ناظرہ سنا اور تلفظ کے بارے میں بتایا۔ نماز مغرب کے بعد محترم مبارک احمد سندھو صاحب صدر حلقہ کی زیر صدارت تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں صدر صاحب نے انعامات تقسیم کئے اور مکرم مبشر احمد رند صاحب نے اعلیٰ اخلاق کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

☆......☆......☆

خبریں

گریڈ 16 تک تنخواہوں میں 20 فیصد اضافہ، ایس ایم ایس سے ٹیکس واپس وفاقی

حکومت نے گریڈ 16 تک کے ملازمین کی تنخواہوں میں 20 فیصد اضافے، ایس ایم ایس پر ٹیکس کی واپسی، مینوفیکچرنگ سیکٹر پر ٹیکس 4 سے کم کر کے 3 فیصد کرنے اور دس سال قبل ریٹائرڈ ہونے والے سول وفوجی ملازمین کی پنشن میں 20 فیصد اضافے کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ اعلان وزیر مملکت برائے اقتصادی امور نے قومی اسمبلی میں بجٹ پر بحث کو سمیٹتے ہوئے کیا۔

دوسرے اور تیسرے درجے کی طالبان قیادت ہلاک کر دیگئی ہے وزیراعظم گیلانی

نے کہا ہے کہ عسکریت پسندوں کی دوسرے اور تیسرے درجے کی قیادت ماردی جاچکی ہے جبکہ وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے کہا ہے کہ سیکیورٹی فورسز نے شدت پسند کمانڈر مولوی فضل اللہ کو گھیرے میں لے لیا ہے جبکہ اطلاعات کے مطابق مولوی فضل اللہ ایک حملے میں زخمی ہوچکے ہیں۔

ربوہ میں بجلی کی بے ڈھنگی لوڈشیڈنگ

ربوہ میں شدید گرمی کے ان ایام میں بجلی کی بدترین اور بے ڈھنگی لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ لوڈشیڈنگ کا سلسلہ 16 گھنٹے سے زائد وقت تک پہنچ چکا ہے۔ وولٹیج کی کمی سے الیکٹرونک اشیاء کے خراب ہونے کی وجہ سے لوگ مالی نقصان سے دوچار ہیں۔ گھریلو زندگی کے ساتھ کاروباری زندگی بھی مفلوج ہوگئی ہے۔ لوگ پریشان حال اور بے چینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ لوڈشیڈنگ کے نتیجے میں گرمی اور حبس کی وجہ سے بچے بیمار اور لوگ بیہوش ہو رہے ہیں اور کئی جگہ جانی نقصان بھی ہو رہا ہے۔ بجلی کی لوڈشیڈنگ کم کرنے کے سب دعوے ریزہ ریزہ ہوتے نظر آرہے ہیں۔ بے حال عوام احتجاج کرتے ہیں کہ واپڈا حکام اس معاملے پر غور اور نظر ثانی کر کے بجلی کی لوڈشیڈنگ کم کر کے اسے شیڈیول کے مطابق بنائیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 24 جون

طلوع فجر	4:33
طلوع آفتاب	6:01
زوال آفتاب	1:11
غروب آفتاب	8:19

شادابی
برسات کی آمد ہے
استعمال کریں
گرمی دانوں کیلئے مفید ہے خون صاف کرتی ہے۔ خون پیدا کرتی ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

کمپیوٹر ٹریننگ سنٹر
گھر بیٹھے کمپیوٹر سیکھیں
رابطہ: ATA UL MOHSIN
دارالعلوم جنوبی بشیر 6213035,03227834608

نیہا گارمنٹس اینڈ جنرل سٹور
بچگانہ گارمنٹس، سکول یونیفارم، پینٹ شرٹ اینڈ ہوزری نیز جنرل سٹور کی تمام ورائٹی دستیاب ہے۔
اقصیٰ روڈ ربوہ حامد علی رابطہ: 0333-6717163

LEARN German LANGUAGE
By German Lady Teacher
صرف خواتین کے لیے
Contact #: 0302-7681425 & 047-6211298

خوشخبری
جلسہ سالانہ U.K کے موقع پر پارسلوں کی ترسیل پر زبردست آفر
یو۔کے 230 روپے
جرمنی 250 روپے
کینیڈا۔آسٹریلیا۔امریکہ 400 روپے
دیگر ممالک کیلئے بھی مناسب ریٹ
گلوبل کوریئر سروس
اقصیٰ چوک مسرور پلازہ ربوہ
047-6215744,0334-6365127

FD-10